امریکہ اور برطانیہ کی حقوق انسانی کی وکالت فلسطین میں کہاں چلی جاتی ہے؟

شری یوگل کشور شاستری ملک کے معروف فرقہ واریت مخالف کارکن ہیں، وہ گذشتہ پندرہ سالوں سے اجودھیا کے سریو کو ٹچ مندر کو مرکز بنا کر اجودھیا کے ساتھ ساتھ پورے ملک کی گنگا جمنی تہذیب کو مضبوط کرنے کیلئے کوشاں ہیں، مسئلہ فلسطین کے بارے میں سجاد کرگلی کے سوالات اور شاستری جی کے بے باک جوابات:

سوال: فلسطینی عوام کی تحریک آزادی کے بارے میں آپ کے کیا خیالات ہیں؟

جواب: فلسطینی عوام کی تحریک آزادی اپنے حقوق کی حفاظت کیلئے ہے، انسانی حقوق کے نظریہ سے بھی ان کی کوششوں کو ناجائز نہیں ٹھہرایا جاسکتا۔ اُن کی کوششیں اقوام متحدہ کے لائحہ عمل کے عین مطابق ہے دوسری جانب اسرائیل کا رویہ غیر قانونی طور پر توسیع پسندانہ ہے، اس نے شام، لبنان اور دوسرے کئی ملکوں کی زمین پر بھی ناجائز قبضہ کر رکھا ہے۔ اسرائیل فلسطینیوں کے وجود کو ختم کر دینا چاہتا ہے جبکہ انہیں اپنے دفاع کا پورا حق حاصل ہے کیونکہ فلسطین ان کا آبائی وطن ہے۔

اسرائیل نے فلسطینیوں کی ثقافتی اور اقتصادی طاقت کو ختم کر دیا ہے، آج وہ بھوکے ہیں، غریب ہیں، نہتے ہیں۔ ان فلسطینیوں کو اسرائیل نے طاقت کے بل پر آوارہ وطن کر دیا ہے اور جبکہ فلسطینیوں کے جذبات اپنی مادر وطن سے جڑے ہیں، آج وہ ناامیدی اور مایوسی کے ساتھ پیدا ہوتا ہے اور اسی کے ساتھ بڑا ہوتا ہے، وہ خود کو بے بس اور بے سہارا سمجھ رہا ہے، ان کا غم وغصہ ہی ان کی تحریک آزادی ہے اور ایک جائز وقانونی تحریک ہے، اپنے وطن کو غلامی کی زنجیروں سے آزاد کرانے کیلئے جدوجہد کرنا ان کی مجبوری ہے۔

فلسطینی بین الاقوامی دہشت گرد نہیں، ۱۹۷۰ کے اوائل میں انہوں نے اپنی جدوجہد کی پالیسی میں بہت اہم تبدیلی کی ہے، وہ بخوبی واقف ہیں کہ دہشت گردی سے معاملہ سلجھنے کے بجائے الجھ جاتا ہے اور اس سے دنیا کے دیگر ممالک کا تعاون ختم ہو جائے گا، فلسطینی صحیح معنی میں مجاہدین آزادی ہیں۔

سوال: آج جبکہ فلسطین کے بچوں پر حملے ہو رہے ہیں فاسفورس بم گرائے جا رہے ہیں، ایسے ماحول میں عالمی برادری کی خاموشی پر آپ کیا کہیں گے؟

جواب: یہ ایک بہت فکر انگیز پہلو ہے، دنیا کی خاموشی پر شرمندگی ہوتی ہے، اسرائیل بھاری ہتھیاروں کا استعمال کر رہا ہے، فلسطینی بچوں پر جان لیوا حملے ہوتے ہیں، فاسفورس بم گرائے جاتے ہیں اور یہ بچے ان کے جواب میں ڈھیلوں اور پتھروں کا استعمال کرتے ہیں اور انہیں رات میں بھی بھاری جنگی مشینوں کی آوازوں کی وجہ سے نیند نہیں آتی ہے جس کی وجہ سے اکثر فلسطینی بچے جان لیوا بیماریوں کا شکار بن رہے ہیں، اسرائیل، امریکہ اور برطانیہ کے سخت اور غیر انسانی رویہ سے ساری دنیا کے لوگ حیران ہیں، امریکہ اور برطانیہ کی حقوق انسانی کی وکالت فلسطین میں کہاں چلی جاتی ہے؟ دنیا کے تمام حکمرانوں کو ان سے جواب طلب کرنا چاہئے۔ سوویت یونین کے بکھرنے کے بعد فلسطینیوں پر بے انتہا ظلم وتشدد بڑھا ہے، وہ ایک بیلنس پاور تھا، امریکہ، برطانیہ اور اسرائیل اب الگ ہو گئے ہیں، مسلم ممالک بھی ان بچوں پر جاری

مظالم پر خاموش ہیں، وہ ایمانداری سے مظلوم فلسطینیوں کا ساتھ نہیں دے رہے ہیں ،ان فلسطینیوں کا سیدھا تعلق عرب ملکوں سے ہے جتنے بھی عرب لیڈر ہیں وہ تیل کی سیاست سے وابستہ ہیں وہ بھی ان بچوں کے ساتھ ظلم وزیادتی میں رحم کا اظہار نہیں کررہے ہیں اس مسئلہ پر عالم عرب بھی بٹ چکا ہے، اکثر لیڈران امریکہ کے غلام ہیں۔

ہزاروں بے قصور بچے مارے جاتے ہیں تو دنیا خاموش ہوجاتی ہے اور جب دو اسرائیلی فوجی پکڑے جاتے ہیں تو فلسطینیوں پر ظلم وستم کی انتہا کردی جاتی ہے اب اگر عوامی خاموشی کی بات کی جائے تو عالمی سطح پر دنیا کے عوام علاقائی مسائل میں گھرے ہوئے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کے خلاف جاری امریکی پروپیگنڈہ پالیسی اوران کو بدنام کرنے کی سازشیں مسئلہ فلسطین کو عالمی برادری کی توجہ کا مرکز نہیں بننے دے رہی ہیں۔ دنیا کے تمام ممالک اوران کی عوام کو یہ سوچنا پڑے گا کہ آج جو مظالم فلسطینیوں پر ہورہے ہیں وہ کل ہم پر بھی ہوسکتے ہیں، دنیا کے لوگوں میں بیداری لانے کی اشد ضرورت ہے، ایسا بھی نہیں کہ دنیا کے لوگ بالکل آواز نہیں اٹھارہے ہیں وہ پوری طرح خاموش نہیں ہیں لیکن وہ آواز نقارخانہ میں طوطی کی آواز کی مانند ہے جو کافی نہیں ہے، اس کمزور آواز سے اسرائیل اپنی بد اعمالیوں سے باز آنے والا نہیں ہے، وہ ستم گر ہے، وہ ماضی کی سزا یافتہ اور عذاب شدہ قوم ہے جس کا انسانی اقدار سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے، ان کے ظلم وزیادتی پر دنیا کے حکمرانوں اورعوام دونوں کو آواز بلند کرنا ہوگی۔

اقوام متحدہ مسئلہ فلسطین میں اپنے اختیارات کا پوری طرح استعمال نہیں کررہا ہے، وہ امریکی دباؤ کا شکار ہے وہ اگر چاہے تو وہاں امن فوج تعینات کرکے فلسطینیوں اور ان کے بچوں کی جان ومال کی حفاظت کرسکتا ہے، عالمی برادری کو اپنی خاموشی توڑنا ہی پڑے گی ورنہ یہ مسئلہ پوری دنیا کیلئے ناامنی کی وجہ بن سکتا ہے، یہ بہت ہی حساس مسئلہ ہے، غزہ پٹی پر وحشیانہ حملے بہت ہی بھیانک ہیں۔ اسرائیل، امریکہ اور برطانیہ کی مشترکہ داداگیری سے انسانیت کراہ رہی ہے۔

سوال: فلسطینیوں کی سرزمین پر قبضہ کرنا کیا حقوق انسانی کی پامالی نہیں ہے؟ایسے میں فلسطینیوں کے حقوق کے بارے میں آپ کیا کہیں گے؟

جواب: فلسطینی زمین پر اسرائیلی قبضہ کو صرف اسلامک نظریہ سے دیکھنا غلط ہے، یہ انسانیت پر حیوانیت ،آدمیت پر شیطنت، غریب پر امیر اور بے گناہوں پر ظالموں کا قبضہ ہے، امریکہ اس کھلے ظلم کو اسلامی دہشت گردی کی آڑ میں ڈھکنے کی ناکام کوشش کررہا ہے، اسرائیل جس ظالمانہ طریقے پر حقوق انسانی کو پامال کررہا ہے دنیا میں اس کی مثال ملنا مشکل ہے، اس مسئلہ کا انصاف کے ساتھ تجزیہ کرنے کی ضرورت ہے، دنیا بھر میں اسرائیلی مظالم کی مذمت ہونی چاہئے ،ان پر پابندیاں عائد ہونی چاہئیں، کسی بھی ملک کا دوسرے ملک پر قبضہ کرنا، وہاں کے حقیقی باشندوں کا قتل عام انہیں ان کی مادری سرزمین سے بے دخل کردینا بین الاقوامی قوانین کی بے احترامی اور ناانصافی ہے، فلسطینیوں کو ان کی زمین واپس ملنا چاہئے ،ان کے اوپر لگی پابندیاں ہٹنا چاہئیں، ان کی زمین پر اسرائیلی بستیوں کی ناجائز تعمیرات کا سلسلہ رکنا چاہئے ،فلسطینیوں کی جدوجہد صرف اپنے وطن کی حفاظت کیلئے نہیں ہے بلکہ انسانی اقدار، تہذیب وثقافت اور عدل وانصاف کی حفاظت کیلئے ہے پورے عالم انسانیت کو فلسطینیوں کے حق میں متحدہ طور پر تعاون کرنا چاہئے ، یہ آزادی کی لڑائی ہے۔

سوال: غزہ پٹی پر اسرائیلی حملے کے بعد حالات اب تک خراب ہیں، کیا آپ سمجھتے ہیں کہ دنیا کی غیرت مند عوام کو آواز اٹھانا چاہئے؟

جواب: بالکل آواز اٹھانا چاہئے ،اسرائیل جب چاہتا ہے بمباری کردیتا ہے، وہاں کی عوام کو نیست ونابود کرنے پر تلا ہے، یہ فلسطینی مملکت کی خودمختاری میں مداخلت ہے، دنیا چاہتی ہے کہ فلسطینیوں کو انصاف ملے ،عوام ان کے ساتھ ہیں صرف آواز بلند کرنے کی ضرورت ہے، دنیا کے حکمراں طبقے کا کردار پوری طرح شفاف

نہیں ہے انہیں بھی چاہئے کہ عوام کی آواز اور ان کی منشاء کو سمجھیں۔

سوال: آج فلسطینی آوارہ وطن ہیں اور اپنے ملک سے بے گھر ہوکر دوسرے ممالک میں زندگی گزارنے پر مجبور ہیں، کیا ان کو اپنے وطن واپسی کی اجازت دیئے بغیر امن کا قیام ممکن ہے؟

جواب: یہ بات صرف فلسطینیوں کے بارے میں ہی لاگو نہیں ہوتی بلکہ دنیا میں جہاں جہاں بھی لوگوں سے روٹی، کپڑا اور مکان چھین لیا گیا ہو وہاں وہاں لازمی طور پر طوفان اٹھتا ہے، یہ تو انسانی سماج کی بنیادی ضرورت ہے، سوامی وویکا نند نے کہا ہے کہ: ''جو بھوکا ہے، غریب ہے، خالی ہاتھ ہے اسے مذہب کا سبق پڑھانا اس کا مذاق اڑانا ہے۔'' فلسطینیوں کو جب تک ان کا حق نہیں دیا جاتا تب تک امن کا قیام ناممکن ہے، انہیں مقاومت کرنی ہی چاہئے ورنہ دنیا کے تمام ممالک میں غلط پیغام جائے گا اور دوسرے ممالک بھی اسرائیل سے ظلم و زیادتی اور عوامی حقوق کی پامالی کا سبق لیں گے، پھر تو ساری دنیا میں نا امنی کا راج قائم ہوجائے گا، فلسطین کی وجہ سے اگر مشرق وسطیٰ میں نا امنی ہے تو اس کی وجوہات اور اسباب کو تلاش کرنا ہوگا، اور وہ اسباب واضح ہیں، وہ فسلطینیوں پر ظلم و ستم، ان کے گھروں کی مسماری اور ان کو آوارہ وطن کر دینا ہیں فلسطینی عوام کا جہاد و مقاومت قیام امن ہی کیلئے ہے۔

امریکہ نے اگر پہلے ہی چاہا ہوتا تو فلسطین کو دنیا کے ممتاز ترین مشترکہ وراثت کے طور پر ڈیولپ کیا جا سکتا تھا، کیونکہ وہاں مسجد اقصیٰ سے مسلم، یہودی اور عیسائی تینوں کا تاریخی اور مذہبی اعتبار سے گہرا تعلق ہے۔ اسے امن و آشتی کا سب سے اہم مرکز ہونا چاہئے تھا جہاں سے دنیا کے لوگ سبق لے سکتے تھے۔ امریکہ و برطانیہ نے یہاں حقیقی باشندوں کا حق چھین کر یہودیوں کو آباد کر دیا ہے جس سے وہ عالمی پیمانے پر نا امنی کا اہم ترین مرکز بن چکا ہے، بات اب بہت حد تک بگڑ چکی ہے، پانی سر سے اونچا ہو چکا ہے، پھر بھی امریکہ سمیت ساری دنیا کے ممالک مل کر اسرائیلیوں کیلئے احترام کے ساتھ کسی دوسری جگہ رہنے کا انتظام کرکے اور وہاں فلسطینیوں کو دوبارہ آباد کرکے امن و آشتی کی جانب آہستہ آہستہ قدم بڑھا سکتے ہیں۔ ❀❀❀

(ماخوذ از ''القدس'' نئی دہلی)

یوم قدس صرف یوم فلسطین نہیں بلکہ یوم اسلام ہے (امام خمینیؒ)

